

## LEASE IN MEEZAN BANK -SHARIAH STATUS

میزان بنک میں رائج اجارہ شرعی حیثیت

Mumtaz Husain, Research Scholar, Dept. of Islamic Studies, University of Poonch, Rawal Kot Azad Kashmir. [mumtaz.hussain0355@gmail.com](mailto:mumtaz.hussain0355@gmail.com)

Abdul Rehman Khan, Asst. Prof. Dept. of Islamic Studies, University of Poonch, Rawal Kot Azad Kashmir. [drabdulrehmank@gmail.com](mailto:drabdulrehmank@gmail.com), <https://orcid.org/0000-0001-6299-8425>

Tahir Sultan, Research Scholar, University of Poonch, Rawalakot, AJK. [tahirsultan868@gamil.com](mailto:tahirsultan868@gamil.com)

**ABSTRACT**

Monopoly is very important in Financing methods many Banks provide vehicle Facility to their clients under lease Financing while the issues and rules of monopoly are present in Great Detail in Jurisprudence Books but how to Deal with these issues, in order to Find out these places and institutions in th current situation where and under what titles and forms the monopoly is taking place. There are many financing institutions at the top of the list in these instructions. Banking is acting is an alternative to traditional and interest in banking. Meezan bank leasing methods what are the types of leasing that are in use and what is there status in shariah? What are the short comings of traditional banking with reward to leasing? These issues will be explained in the Article under review.

**KEYWORD:** Lease, Meezan Bank, Fiqh.

تمہید

موجودہ تجارتی ڈھانچے میں اجارہ کے عمل دخل سے جو پیچیدگیاں سامنے آئی ہیں ان کو قرآن و سنت کی روشنی میں کیسے حل کیا جائے اور اجارہ کے مسائل کا عملاً اطلاق کیسے ممکن ہے، اس سلسلے میں یہ ضروری ہے کہ معلوم کیا جائے کہ عقد اجارہ کیا ہے اور اجارہ کا جواز کہاں سے ہے، نیز میزان بنک میں اجارہ کا طریقہ کار کیا ہے؟ آرٹیکل میزان بنک میں رائج اجارہ، شرعی حیثیت، میں ان امور کی وضاحت کی جائے گی۔

اجارہ کا مفہوم و مشروعیت

اجارہ کا اطلاق لغت کی کتابوں میں عمل کے بدلے میں کسی کو کچھ عوض ادا کرنے پر ہوتا ہے یہ لفظ ابتداء میں

صرف اجرت کے لیے استعمال ہوتا تھا بعد میں عقد کے لیے معروف ہو گیا۔<sup>1</sup>

اجارہ کی اصطلاحی تعریف کے سلسلے میں فقہائے کرام کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ حنفی فقہاء کے ہاں عقد اجارہ کی

تعریف یہ ہے: **الاجارہ هی بیع منفعة معلومة باجر معلوم۔**<sup>2</sup>

اجارہ یہ ہے کہ متعین منفعت کی بیع متعین اجرت کے بدلے میں ہو۔ اجارہ کی مزید وضاحت کرتے ہوئے علامہ شمس الآئمہ

سرخسی فرماتے ہیں: اعلم ان الاجارہ عقد المنفعة بعوض هو مال والعقد على المنافع شرعا نوان احد هما بغیر عوض كالعارية والوصية با

لخدمته والآخر بعوض وهو الاجارہ۔<sup>3</sup>

بیشک عقد اجارہ عوض یعنی مال کے بدلہ میں منفعت کا عقد ہے اور منافع پر عقد کی شریعت میں دو قسمیں ہیں ان میں سے ایک بغیر عوض کے ہے جس طرح کہ عاریت اور خدمت کی وصیت وغیرہ۔

دوسری قسم یہ ہے کہ عوض کے بدلہ میں منافع پر معاملہ کیا جائے تو یہ اجارہ کہلاتا ہے۔

اس سلسلے میں علامہ خضکیؒ فرماتے ہیں: شرعاً تملیک نفع مقصود من العین بعوض۔<sup>4</sup> عوض کے بدلہ میں منافع مقصودہ کے مالک بنانے کو شریعت میں عقد اجارہ کہا جاتا ہے۔ اجارہ کی تعریف میں فقہاء اپنے حالات و تقاضوں کے لحاظ سے تبدیلیاں کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً کچھ حضرات عقد کی جگہ معاوضہ یا عوض کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔

### اجارہ کا جواز قرآن کریم کی روشنی میں

اجارہ کا جواز قرآن مجید جیسی الہامی کتاب سے ہے، چنانچہ اس کے متعلق قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿قَالَتْ اخْذْهُمَا يَا بْتَ اسْتَأْجِرْهُ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ قَالَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ انْكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ عَلَيَّ أَنْ تَأْجُرَنِي ثَمَنِي حَجَّجٌ ۚ قَالَ أَتَقْتُمْ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَا أُرِيدُ أَنْ أَمْلِكَ عَلَيْكَ ۚ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝۶﴾

ان دونوں میں سے ایک نے کہا: ابا جان! آپ ان کو ملازم رکھ لیں یقیناً بہترین آدمی جسے آپ ملازم رکھیں وہی ہو سکتا ہے جو طاقتور اور امین ہو۔ اس نے موسیٰ (علیہ السلام) سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دونوں بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح تمہارے ساتھ کروں اس شرط پر کہ تم آٹھ سال تک میری ملازمت کرو پھر اگر تم دس سال پورے کرو تو یہ تمہاری طرف سے ہے اور میں تمہیں مشقت میں ڈالنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا ان شاء اللہ تم مجھے نیک آدمی پاؤ گے۔ ان آیات کی تشریح کرتے ہوئے مفتی محمد شفیع عثمانیؒ لکھتے ہیں کہ قرآن کریم کی ان آیات سے اجارہ کے مشروع ہونے پر استدلال اس طرح کیا جاتا ہے کہ موسیٰ نے بکریوں کے چرانے کا معاملہ اجرت معلومہ کے ساتھ کیا، اور آٹھ سال کی خدمت و ملازمت کو نکاح کے لیے مہر قرار دیا گیا۔

### احادیث مبارکہ سے اجارہ کا جواز:

اجارہ کی مشروعیت صرف قرآن مجید سے ہی نہیں بلکہ فرامین رسول میں بھی آپ ﷺ نے مختلف حالات میں، مختلف الفاظ میں اجارہ کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔ محدثین کرام نے ان فرامین رسول کو اپنی کتب میں صحیح سند کے ساتھ نقل

فرمایا ہے۔ حضرت عائشہؓ سے منقول ہے: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَاسْتَأْجَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ رَجُلًا مِنْ بَنِي الدَّيْلِ ثُمَّ مِنْ بَنِي عَبْدِ بْنِ عَبْدِ هَادِيَا خَزِيمَةَ الْخَزِيمَةِ الْمَاهِرُ بِالْهَيَاةِ قَدْ غَمَسَ يَمِينُ حِلْفٍ فِي آلِ الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ وَهُوَ عَلَى دِينَ كَفَّارٍ فَرَدَّشَ فَأَمَنَاهُ فَدَفَعَا إِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا وَوَاعَدَاهُ غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ فَأَتَاهُمَا بِرَاحِلَتَيْهِمَا صَبِيحَةَ لَيَالٍ ثَلَاثٍ فَارْتَحَلَا وَاطْلَقَ مَعَهُمَا عَامُرُ بْنُ فُهَيْرَةَ وَالذَّيْلِيُّ فَأَخَذَ بِهِمْ أَشْفَلَ مَكَّةَ وَهُوَ طَرِيقُ السَّاحِلِ<sup>7</sup>

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ وہ ہجرت کے واقعہ میں نبی کریم ﷺ اور ابو بکرؓ نے قبیلہ ویل کے ایک شخص جو کہ ایک ماہر رہبر تھا اجرت پر لیا تھا اور وہ شخص کفار قریش کے دین پر تھا، ان دونوں حضرات نے اپنی سواریاں اس کے حوالے کر دی تھیں اور تین راتوں کے بعد صبح سویرے ہی سواریوں کے ساتھ غار ثور پر ملنے کی تاکید کی تھی۔ اس حدیث سے اجارہ کا جواز ثابت ہوتا ہے کیوں کہ

نبی کریم ﷺ نے راستہ معلوم کرنے کے لیے ایک ماہر رہبر کو اجرت پر لیا تھا تاکہ وہ مدینہ طیبہ تک کاراستہ بتا دے۔

### اجماع سے اجارہ کا ثبوت

اجارہ اولہ شرعیہ میں سے اہم دلیل اجماع امت سے بھی ثابت ہے۔ اجماع امت کو بطور دلیل نقل کرتے ہوئے علامہ کاسانی فرماتے ہیں: واما الاجماع فان الامۃ اجتمعت علی زلک قبل وجود الامم حیث یعقدون عقد الاجارہ من زمن الصحابہ الی یومنا هذا من غیر نکیہ فلا یعباء بخلافہ از هو خلاف الاجماع و بہ تبین ان القیاس متروک لان اللہ تعالیٰ انما شرع العقود لحوائج العباد وحاجتہم الی الاجارہ ما مستہر۔<sup>8</sup>

علامہ کاسانی فرماتے ہیں کہ: ابو بکر الاصم سے پہلے پوری امت کا اس بات پر اجماع تھا کہ عقد اجارہ صحابہ کرام کے زمانہ سے لے کر آج تک بغیر کسی نکیر کے چلا آ رہا ہے، لہذا اس اجماع سے منہ موڑنے والے کا کوئی اعتبار نہیں، اس سے یہ بات واضح ہوگی کہ قیاس اس جگہ متروک ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کی ضروریات کی وجہ سے عقود کو مشروع رکھا ہے اور اجارہ کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے لہذا عقد اجارہ بھی دوسرے معاملات کی طرح جائز اور درست ہے۔ علامہ ابن منذر بھی اجماع سے اجارہ کے ثبوت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں: قال ابن المنذر: 'الاجارہ بکتاب اللہ والاخبار الثابتہ عن النبی ﷺ و اتفق علی اجازتہا کل من یحفظ قولہ، والحاجۃ داعیہ الیہا، لان اکثر المنافع بالصنائع۔'<sup>9</sup>

ابن منذر فرماتے ہیں کہ: اجارہ کا جواز کتاب اللہ سے بھی ثابت ہے اور نبی کریم ﷺ کی احادیث سے بھی اجارہ کا جواز ثابت ہے، اور اس اجازت پر امت کے علماء میں سے ہر وہ شخص متفق ہے جن کے اقوال کو محفوظ کیا جاتا ہے، اور ضرورت و حاجت بھی اجارہ کی داعی ہے کیونکہ اکثر منافع صنائع کے ساتھ ہوتے ہیں<sup>10</sup>

قال ابن رشد: 'ان الاجارہ عند جمیع فقہاء الامصار والصدرا الاول ابن رشد فرماتے ہیں کہ: اجارہ صدر اول سے اور تمام علاقوں کے فقہاء کے نزدیک جائز ہے

قال صاحب الحاوی: 'عقد الاجارہ علی منافع الاعیان جائز وهو قول الصحابہ و التابعین والفقہاء'<sup>11</sup>

صاحب حاوی فرماتے ہیں کہ: اعیان کی منفعت پر عقد اجارہ جائز ہے اور یہ قول صحابہ تابعین اور فقہاء کا ہے۔ امام شافعیؒ بھی اپنے مشاہدہ کو نقل کر کے اجارہ کے متعلق اجماع کو نقل کرتے ہیں: قال الامام الشافعیؒ فضت بها السنۃ وعمل بها غیر

واحد من اصحاب رسول اللہ ﷺ ولا یخلف اهل العلم ببلدنا علمناہ فی اجازتہا، وعوام فقہاء الامصار۔<sup>12</sup>

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ: یہ اجارہ سنت سے ثابت ہے اور اجارہ پر کئی صحابہ کرام نے عمل کیا ہے، اور ہمارے شہر کے کسی بھی عالم نے ہمارے علم کے مطابق اس اجارہ کے جواز سے اختلاف نہیں کیا ہے اور اسی طرح بلاد کے اکثر فقہاء نے بھی اختلاف نہیں کیا

قال البہوتی: 'وہی ثابتۃ بالاجماع'<sup>13</sup>۔

بہوتی نے فرمایا ہے کہ: عقد اجارہ اجماع سے ثابت ہے جیسا کہ ابن قدامہ اجارہ کے سلسلہ میں دلائل بیان فرماتے ہیں۔

قال ابن قدامہ: 'الاصل في جواز الاجاره الكتاب والسنة والاجماع ثم قال ' واجمع اهل العلم في كل مصر على جواز الاجاره الا ما يحكى عن عبد الرحمن الاصم انه قال لا يجوز ذلك لانه غرر'<sup>14</sup>۔

ابن قدامہ فرماتے ہیں: کہ اجارہ کے جواز میں اصل کتاب اللہ سنت رسول اللہ ﷺ اور اجماع ہے پھر فرمایا کہ اجارہ کے جواز پر ہر زمانہ اور ہر شہر کے اہل علم حضرات کا اجماع ہے مگر صرف عبدالرحمن بن الاصم فرماتے ہیں کہ یہ جائز نہیں کیوں کہ اس میں دھوکا ہے۔  
**حاصل کلام**

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اجارہ عتق کے خلاف ہونے کے باوجود قرآنی آیات، احادیث اور فقہاء کرام کی تصریحات کے مطابق درست اور جائز ہے کیوں کہ اس کے ساتھ عوامی مصالح وابستہ ہیں۔

### اجارہ کی اقسام اور ان کا مفہوم:

اجارہ کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں۔

1۔ اجارۃ الاعیان: کسی چیز کو کرائے پر دینا

2۔ اجارۃ الاشخاص: کسی شخص کا اپنی خدمات کو کرائے کے بدلے فراہم کرنا اجارۃ الاعیان (لین) کی پھر دو قسمیں ہیں:

1۔ اجارہ تمویلیہ

2۔ اجارہ تشغیلیہ یہ عام اجارہ ہے جس میں کوئی شخص یا ادارہ اپنی کوئی چیز متعین مدت کے لیے کرائے پر دیتا ہے اور پھر مدت ختم ہونے کے بعد واپس لے لیتا ہے جیسے مکان، دکان اور بعض روزمرہ استعمال کی چیزیں جیسے ٹینٹ، لاؤڈ سپیکر وغیرہ جیسی اشیاء کرائے پر دینا یہ اجارہ قدیم زمانے سے چلا آ رہا ہے۔

### میزان بینک کا تعارف

میزان بینک لمیٹڈ پاکستان کا پہلا بینک ہے جیسے اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے اسلامک کمرشل بینک کالاسنس دیا ہے میزان بینک، اسلامی بینکنگ کے تمام تقاضوں کو پورا کرتا ہے اور اس کے تمام مالیاتی امور میں مکمل طور پر اسلامی شریعہ اور اس کے اصولوں کی پابندی کی جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ آج میزان بینک ملک بھر میں پریمیئر اسلامک بینک کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے میزان بینک کا اپنا اعلیٰ سطحی خود مختار شریعہ سپر ایڈوائزری بورڈ ہے جو اسلامی بینکاری سے وابستہ بین الاقوامی شہرت کے حامل علماء پر مشتمل ہے شریعہ سپر وائزری بورڈ بینک کی مجموعی کارکردگی کا شرعی نقطہ نظر سے جائزہ لیتا ہے اور مکمل چھان بین کے بعد تمام پراڈکٹس کی منظوری دیتا ہے بینک کے ریزیڈنٹ شریعہ ایڈوائز ڈاکٹر عمران اشرف عثمانی ہیں شریعہ بورڈ مندرجہ ذیل ممبران پر مشتمل ہے جسٹس ریٹائرڈ محمد تقی عثمانی (پاکستان) چیئر مین ڈاکٹر عبدالستار ابو غدہ (سعودی عرب) شیخ عصام ایم۔ اسحاق (بحرین) ڈاکٹر محمد عمران اشرف (پاکستان)<sup>15</sup>

میزان بینک لمیٹڈ: پاکستان کا پہلا اور سب سے بڑا اسلامی بینک 2002ء میں قائم ہوا۔ شاخوں میں اسلامی بینکاری کی خدمات فراہم کر رہا ہے پاکستان میں آٹھویں بڑے نیٹ ورک میں پراڈکٹ اور شریعہ سے ہم آہنگی کے مخصوص شعبے ہیں جسٹس ریٹائرڈ مولانا مفتی محمد تقی

عثمانی چیز میں شریعہ بورڈ ہیں<sup>16</sup>۔ ان تصریحات سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ میزان بینک پاکستان میں پہلا اور بڑا اسلامی بینک ہے اس کی شاخوں میں مزید اضافہ ہو رہا ہے زیادہ تر یہ شاخیں شہروں میں ہیں، اس لیے دیہات کے لوگ زیادہ اس سے استفادہ نہیں کر سکتے اور اس کی نگرانی کا عمل علماء کی ایک کمیٹی سرانجام دے رہی ہے۔

میزان بینک پاکستان کا آٹھواں بڑا بینک ہے، ملک بھر میں 550 سے زائد شاخوں کے ساتھ پانچ سو سے زائد ایٹمیٹریٹس، ویزا ڈیٹ کارڈ 24/7 کال سنٹرز کے ذریعے صارفین کو اسلامی بینکنگ پراڈکٹ کی وسیع خدمات فراہم کر رہا ہے۔ بینک کئی سالوں سے فنانس نیوز ملیشیا گلوبل فنانس، میگزین نیویارک، سی ایف اے ایسوسی ایشن پاکستان اور ایسٹ ٹریبل اے ہانگ سمیت ملکی اور بین الاقوامی اداروں کی جانب سے پاکستان کے بہترین اسلامی بینک کا ایوارڈ حاصل کر رہا ہے۔

### میزان بینک میں رائج اجارہ کی شرعی حیثیت کا تجزیاتی مطالعہ

میزان بینک میں رائج اجارہ کا تعارف، میزان بینک میں اجارہ کی دو صورتیں رائج ہیں 1۔ کار اجارہ 2۔ بانیک اجارہ ان دونوں کی وضاحت میزان بینک کی رپورٹ کی روشنی میں درج ذیل ہے۔ اجارہ کی رائج صورتوں کی وضاحت۔<sup>17</sup> Meezan car and bycycle ajarah

### میزان بینک کا کار اجارہ :

میزان بینک اجارہ کی بنیاد پر گاڑی فراہم کرتا ہے، جس میں بینک پہلے گاڑی خریدتا ہے اور پھر گاہک کو اجارہ پر فراہم کرتا ہے اجارہ کے اختتام پر سیکیورٹی ڈیپازٹ کے عوض گاڑی گاہک کے نام منتقل کر دی جاتی ہے۔ میزان بینک کار اجارہ سرورس میں نئی اور استعمال شدہ (لوکل، امپورٹڈ) دونوں طرح کی گاڑیاں فراہم کرتا ہے۔ نئی گاڑی اور بکنگ دو طرح کی بنیاد پر دستیاب ہوتی ہے۔ استعمال شدہ گاڑی حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ درج ذیل خصوصیات کی حامل ہو۔

1. دو مرتبہ سے زائد رجسٹرڈ نہ ہو۔
2. پانچ سال سے زیادہ پرانی نہ ہو۔ اگر گاڑی دو سال تک پرانی ہو تو سیکیورٹی ڈیپازٹ بیس فیصد ہے اور اگر دو سال سے زائد پرانی ہو تو پھر یہ شرح تیس فیصد ہے
3. اجارہ کے اختتام پر گاڑی آٹھ سال سے زائد پرانی نہ ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ گاڑی اگر پانچ سال پرانی ہے تو کل مدت اجارہ تین سال ہوگی، اور اگر تین سال پرانی ہوئی تو عقد اجارہ چار اور پانچ سال تک کے لیے کیا جاسکتا ہے۔
4. استعمال شدہ گاڑی حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ گاڑی کی مالیت ڈھائی لاکھ سے کم اور پندرہ لاکھ سے زائد نہ ہو۔ جانچ پڑتال کی فیس (processing fee) دس لاکھ سے کم مالیت کی گاڑی کے لیے پروسسنگ فیس چار ہزار جبکہ دس لاکھ سے زائد کے لیے پانچ ہزار ہے۔

## کلانٹ کے کوائف

میزان بینک کا اجارہ فراہم کرنے کے لیے شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی، حالیہ تصویر، رہائشی پتہ پر موصول ہونے والا پوٹیلیٹی بل، تنخواہ کی رسید اور گزشتہ چھ ماہ کی بینک اسٹیٹمینٹ طلب کرتا ہے<sup>18</sup>۔ نیز اسلامی بینکوں میں اجارہ کے نام سے ہونے والے معاملات کئی طرح کے معاملات کا مجموعہ ہیں جس کی عملی شکل یہ ہوتی ہے کہ جب کسی کو گاڑی کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ آدمی خود اس گاڑی کو نہیں خریدتا دو وجہ سے ان کی تفصیل یہ ہے کہ یا سرمائے کی کمی ہوتی ہے وہ ساری رقم ادا کرنے سے قاصر ہوتا ہے قسطوں کی صورت میں آسانی سے ادا کر سکتا ہے<sup>19</sup> خود نہ خریدنے کی ایک وجہ یہ ہوتی ہے زیادہ رقم کہیں مصروف نہ ہو بلکہ کاروبار چلتا رہے بینک بھی یہ بات چاہتا ہے کہ گاہک بھی بھرپور یقین دہانی کروائے کہ گاہک حقیقت میں بینک سے سرمایہ حاصل کرے گا<sup>20</sup> سرمایہ حاصل کرنے کی درخواست: گاہک اور بینک کے درمیان پہلے یہ معاملہ طے ہوتا ہے گاہک کی درخواست پر بینک اسے اجارہ کی بنیاد پر اس کو گاڑی فراہم کرتا ہے۔

اس سلسلے میں ایک بینک فارم ہوتا ہے جس میں اثاثے کی تفصیل کے ساتھ ساتھ متاجر لینے والے کی ذاتی معلومات درج ہوتی ہیں مثلاً: نام، پتہ، قومی شناختی کارڈ نمبر، رہائش، ٹیکس، موجودہ پتہ، رہائش کی تفصیل کہ وہ کرائے پر لی گئی ہے یا پھر ذاتی ہے اگر رہائش کرائے پر ہے تو اس کی وضاحت اس کے علاوہ زمین، دکان، گاڑی عمارت کی تفصیل وہاں موجود ہوتی ہے<sup>15</sup>

## مالی حیثیت کا دائرہ کار

بینک درخواست منظور کرنے کے بعد گاہک کی مالی پوزیشن معلوم کرتا ہے، کیوں کہ اسلامی بینک کا سرمایہ ایسے لوگوں کی امانت ہوتا ہے جو بینک پر اعتماد کرتے ہوئے اپنا سرمایہ بینک کے پاس جمع کرتے ہیں، لہذا پوری کوشش کرتا ہے کہ ان کی رقم ڈوب نہ جائے مناسب جگہ سرمایہ لگاتا ہے اور بینک گاہک کی مالی پوزیشن کا جائزہ لیتا ہے کہ وہ اثاثہ حاصل کرنے کے بعد اس کی قیمت بھی ادا کر سکے گا یا نہیں اس مقصد کے حصول کے لیے درج ذیل امور کا جائزہ ضروری ہے:

- 1۔ اگر گاہک ملازم ہو تو پھر بینک یہ بھی معلوم کرتا ہے کہ وہ کونسے ادارے میں ملازم ہے اور کیا مستقل ملازم ہے یا عارضی ملازم ہے؟
- 2۔ اس ملازم کا عہدہ کیا ہے؟ اور اس کی مہینہ وار تنخواہ کیا ہے

- 3۔ یہ ملازم آدمی کا ذریعہ معاش صرف یہ ملازمت ہے یا اس کے علاوہ اور ذریعہ بھی ہے؟

- 4۔ اگر وہ بینک کا گاہک کاروباری ہے تو پھر بینک یہ معلوم کرتا ہے کہ اس کے کاروبار کی نوعیت کیا ہے: خالص کاروبار کرتا ہے یا شراکتی کاروبار سے منسلک ہے اور کتنے عرصے سے یہ کاروبار کر رہا ہے؟ ایسے ہی اس کا بینک اکاؤنٹ، اکاؤنٹ نمبر، کریڈٹ کارڈ وغیرہ کی معلومات بینک کو درکار ہوتی ہیں۔

- 5۔ اس گاہک کے مزید اثاثوں کی کیا تفصیل ہے؟ 6۔ اس گاہک کی اور کیا ذمہ داریاں ہیں؟ مثلاً اس کے ذمے کسی دوسرے بینک کا قرض تو نہیں ہے اگر ہے اس کی مقدار کیا ہے؟ اور ادائیگی کی مدت کیا طے ہے؟<sup>21</sup>

## مالیت کی حدود

اگر اتنے تفصیلی جائزے کے بعد بینک اس گاہک سے مطمئن ہوتا ہے تو اس کو اجارہ کی سہولت دیتا ہے اگر لیزر ایک ادارہ ہو اسے کئی گاڑیوں کی ضرورت ہو تو ایک ایک کے بجائے کٹھی گاڑیوں کی منظوری کر دیتا ہے جوں جوں بینک کے پاس گاڑیاں آتی ہیں بینک اس ادارے کو گاڑیاں فراہم کرتا ہے اور لیزر ایک شخص ہو تو ایک گاڑی کی مالی جائزے کے بعد منظوری ہوتی ہے یہ عمومی معاہدے کے تحت معاملہ ہوتا ہے جیسے "ماسٹر اجارہ ایگریمنٹ" کہا جاتا ہے<sup>22</sup>۔ ماسٹر ایگریمنٹ اجارہ میں ہر بات کی مکمل تفصیل ہوتی ہے اجارہ میں استعمال ہونے والی اصطلاحات کی وضاحت فریقین کی ذمہ داریاں، مدت اجارہ، مطلوبہ چیز کی حوالگی، اس کو استعمال کیسے کیا جائے، معائنہ، اقساط، قسط وقت پر ادانہ کرنے کی صورت میں جرمانے کی تفصیل قبل از معاہدہ رقم کی ادائیگی: یہ اجارہ کا معاہدہ نہیں ہوتا بلکہ بینک اپنے اطمینان کے لیے پیشگی یہ رقم وصول کرتا ہے یہ اپنے آپ کو نقصان سے بچانے کے لیے ایک ضمانت ہوتی ہے جس کا ذکر فقہ کی کتابوں میں حوالہ، کفالہ، رہن، کے ضمن میں کیا جاتا ہے۔ اس طرح کی ضمانت کی فقہاء کرام نے اجازت دی ہے<sup>23</sup>۔

اسی وجہ سے AAOFI کا اجارہ اسٹنڈرڈ یوں وضاحت کرتا ہے: ادارہ پیشگی زر ضمانت کے طور پر وصول کر سکتا ہے، اگر ادارے کو نقصان ہو تو اصل نقصان کے علاوہ کسی قسم کی کٹوتی اس رقم سے نہیں کر سکتا۔ بطور ضمانت لی گئی رقم کا استعمال: شریعت کے نقطہ نظر کے مطابق یہ رقم امانت ہے اس لیے لیزر کی اجازت کے بغیر بینک اس کو ذاتی استعمال میں نہیں لاسکتا ہاں اگر لیزر اجازت دے تو اس رقم کو کرائے میں بھی شمار کیا جاسکتا ہے اور اس کو سرمایہ کاری میں بھی مضاربت کے طور پر استعمال کر سکتا ہے۔

## اثاثہ کی خریداری

جب بینک گاہک کی طرف سے اطمینان حاصل کر لیتا ہے تو پھر گاہک کے لیے گاڑی وغیرہ خریدتا ہے کبھی بینک خود خریداری کرتا ہے اور کبھی گاہک کو اپنا وکیل بناتا ہے "اے۔ او۔ فی نے اسلامی اقتصادی اداروں کو وکالت کے طور پر خریداری کی اجازت دی ہے جسے شریعت کا اسٹینڈرڈ ان الفاظ میں بیان کرتا ہے بینک گاہک کو مطلوبہ شے خریدنے کے لیے اپنا وکیل مقرر کر سکتا ہے جس کی قیمت باہم رضامندی سے طے ہو چکی ہو پھر بینک حقیقی یا حکمی قبضے کے بعد گاہک کو بطور اجارہ دیتا ہے۔

## اقساط کا تعین

مدت اجارہ اور اثاثہ کی قیمت کے اعتبار سے قسطیں مختلف ہوتی ہیں جتنے زیادہ سالوں کے لیے اجارہ ہو گا اتنی ہی قسطیں زیادہ ہوں گی مالیت کم ہو گئی شریعت کا حکم یہ ہے کہ جس پر لیزر اور مالک راضی ہوں اور مدت کے مختلف ہونے کی وجہ سے کرائے بھی مختلف ہو سکتے ہیں اس کے بارے میں ڈاکٹر عمران اشرف عثمانی لکھتے ہیں: "جب اجارہ کی مدت لمبی ہو تو متعین کرائے کی صورت میں بینک کا نقصان ہوتا ہے کیونکہ بازاری قیمت بدلتی رہتی ہے تو نقصان سے بچنے کے لیے بینک دو کام کرتا ہے اور اس کی اسے اجازت بھی ہے<sup>24</sup>۔

بینک ایک خاص عرصے کے بعد خاص تناسب سے کرایہ بڑھا دے 2 بینک اجارہ تھوڑے عرصے کے لیے کرے، اس کے بعد ضرورت

پڑنے پر فریقین معاہدے کی تجدید کریں انکار کا بھی ہر ایک کو اختیار ہوگا انکار کی صورت میں لیزر اثاثہ موجر کو واپس کر دے، موجودہ دور کے علماء نے زر کے بڑھنے کو اور سالانہ ٹیکس کی بڑھتی ہوئی شرح کو کرایوں سے جوڑا ہے مثلاً ٹیکس اگر چار فیصد بڑھا تو کرایہ بھی چار فیصد بڑھے گا<sup>25</sup>

### اثاثے سے متعلقہ اخراجات

اجارہ میں چوں کہ اصل ملکیت بینک کے پاس ہوتی ہے اس لیے ملکیت سے متعلقہ سارے اخراجات بینک برداشت کرے گا اور کاغذات میں نقصان کا ذمہ دار بینک ہوگا ہاں استعمال کے دوران نقصان کا ذمہ دار لیزر ہوگا اور اگر باہم رضامندی سے یہ طے لیں کہ بینک سے متعلقہ اخراجات بھی گاہک کرے گا بینک بعد میں ادائیگی کرے گا تو اس کی بھی اجازت ہے۔

### اجارہ کے عقد میں ضمانتیں

بینک کو یہ خدشہ ہوتا ہے کہ شاید گاہک قسطیں ادا نہ کرے اس لیے وہ گاہک سے ضمانت لیتا ہے اس کی مختلف کی صورتیں ہیں، جزل گارنٹی: یہ گارنٹی ادارے کا سربراہ دیتا ہے کہ اگر گاہک ادائیگی نہیں کرے گا یہ اپنی ملکیت سے اس کا جرمانہ ادا کرے گا<sup>26</sup>۔ وقت سے پہلے لیے گے چیک: بعض مرتبہ بینک گاہک سے مقررہ مدت سے پہلے چیک وصول کر لیتا ہے جوں ہی تاریخ آتی ہے کیش کروا کر ادائیگی ہوتی رہتی ہے۔

### ادائیگی میں تاخیر کرنا

جس طرح بینک کو یہ خطرہ ہوتا ہے کہ شاید گاہک قسط ادا نہ کرے اسی طرح بینک کو یہ اندیشہ بھی ہوتا ہے کہ وہ ادائیگی میں دیر کرے گا تو بینک کو اس کی اجازت ہے کہ وہ تاخیر کی صورت میں گاہک سے جرمانہ وصول کرے اسلامی اقتصادی اداروں کے شریعہ اسٹینڈرڈ کے رولز کے مطابق اسلامی بینک اس جرمانے کو ترقیاتی منصوبہ جات کے لیے خرچ کریں بلکہ وہ صدقہ کر دیں، جرمانہ رفاہی کام کے لیے خرچ کریں<sup>27</sup> اس سلسلے میں میزان بینک نے جو جرمانے تاخیر سے ادائیگی کی مد میں وصول کیے ہیں انہیں فلاح و بہبود کے منصوبہ جات اور متاثرہ افراد میں بانٹ دیا اس رقم کی ڈیٹیل یہ ہے۔ میزان بینک

| سال    | روپے (ملین) |
|--------|-------------|
| 2011ء  | 29,49       |
| 2010ء  | 137,633     |
| 2009ء  | 14,608      |
| 2008ء  | 2,13        |
| کل رقم | 184         |

## اختتام اجارہ پر انتقال ملکیت

یہ شروع سے آخر تک ایک عقد نہیں ہوتا بلکہ اس میں کئی عقود ہوتے ہیں کہیں وعدہ اور کہیں وکالت اور کہیں اجارہ ہوتا ہے جب ساری قسطیں ادا ہو جاتیں ہیں تو اب لیزر کو اختیار ہوتا ہے کہ چاہے تو اثاثہ بینک کو واپس کر دے بینک لیزر کو ڈیپازٹ سیکیورٹی واپس کر دے اور اگر گاہک اثاثے کو حاصل کرنا چاہتا ہے تو شریعہ بورڈ کی ہدایت کے مطابق ان طریقوں سے اثاثے کا مالک گاہک بن سکتا ہے۔

- 1- بینک، لیزر سے وعدہ کرتا ہے کہ اجارہ کی مدت کے آخر میں اثاثہ بطور گفٹ دیا جائے گا۔
- 2- بینک گاہک سے یہ وعدہ کرے کہ اجارہ کے آخر میں کسی ٹوکن یا پھر مقررہ قیمت پر گاہک کی طرف سے بقیہ قسطیں فوری ادائیگی یا بازاری قیمت پر اسے لیزر کو فروخت کیا جائے گا۔

- 3- لیزر شدہ شے تحفہ کے طور پر حوالے کرنے کو کسی واقعہ سے مشروط کیا جائے۔
- پاکستان کا میزان بینک سیکیورٹی ڈیپازٹ کے بدلے لیزر کو اثاثے کا مالک بنادیتا ہے اس طریقے کو اجارہ منہیہ بالتملک کہلاتا ہے، ایسے اجارے میں مدت اجارہ کے اختتام پر اثاثے کی ملکیت لیزر کی جانب منتقل ہو جاتی ہے<sup>28</sup>۔

## اجارہ کی رائج صورتوں میں قابل تحقیق امور

- 1- کرایہ کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے جرمانہ 2- صفحہ فی صفحہ 3- سیکیورٹی ڈپازٹ کی شرط 4- اجرت کا مجہول ہونا 5- اسلامی بینکاری میں اجارہ کو بطور حیلہ استعمال کرنا، کرایہ کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے جرمانہ: سودی نظام میں تو ادائیگی میں کی تاخیر کی صورت میں خود بخود سود بڑھتا رہتا ہے جس کے ڈر سے مدیون دین بروقت ادا کرتا ہے۔

## مختلف آراء کے حاملین کے دلائل کا خلاصہ

ناقدین کے دلائل، جو اہل علم اسلامی بینکاری میزان بینک جیسے بینکوں کو اسلامی بینک تسلیم نہیں کرتے بالخصوص لیزنگ کے حوالے سے ان کے خدشات ہیں ذیل میں ان کا جائزہ لیا جائے گا مروجہ اسلامی بینکاری میں اجارہ کو بطور حیلہ استعمال کرنے میں کئی خرابیاں ہیں: 1- مروجہ اسلامی بینکاری میں اجارہ کا حیلہ عموماً بنیادی انسانی ضرورت کے بجائے خواہشات کے لیے استعمال ہو رہا ہے۔ اس قسم کے حیلے تشبیہ اور تلمیح کی بناء پر 'اتباع ہوی' کے زمرے میں آتا ہے اس لیے ناجائز ہے۔

2- حیلوں کو اپنی شرائط اور آداب کے ساتھ وقتی اور متحقق الوجود ضرورتوں کے لیے بقدر ضرورت ہوتا ہے حیلوں کو مستقل عادت اور مستقل ضابطوں کے طور پر استعمال کرنا شریعت کے مزاج کے خلاف ہے اور اسلامی احکام سے فرار، اصل شریعت سے تعطل اور محرمات الہیہ کو حلال کرنے کے لیے بہانہ بن جاتا ہے ایسے حیلوں کے جواز کا کوئی قائل نہیں

3- اجارہ کے کئی معاملات کو توسع کا سہارا لے کر قابل عمل بتایا گیا ہے مثلاً: اجباری تصدق وغیرہ جس مسئلے کی اصل ہی ٹھوس نہ ہو اس میں فساد کا پہلو غالب رہتا ہے۔ صحت کا پہلو مغلوب رہتا ہے تو وہاں توسع کا سہارا نہیں لیا جاسکتا۔

4۔ اگر یہ کہا جائے اصل مقصد اجارہ ہے اور روایتی لیزنگ کا متبادل ہے تو پھر یوں اعلان کریں کہ جس جس نے گاڑی لی ہے وہ مدت اجارہ مکمل ہوتے ہی گاڑی یا مکان بینک کو واپس کر دیں اگر بینک ایسا نہ کرے بلکہ 'سیکوریٹی ڈپازٹ' مزید رقم کے بدلے گاڑی یا مکان کرائے دار کو سپرد کرے تو ہم اسے مالی تبادلہ کہیں گے جیسے بیع کہا جاتا ہے گویا یہ اجارہ کی قسطوں کے ساتھ معلق تھیں جو کہ بیع و شرط الجیبی حدیثوں کی رو سے خلاف شرع ہے<sup>29</sup>۔

چیریٹی فنڈ اس کو کہتے ہیں جو جرمانہ وصول کیا جاتا ہے قسط وقت پر ادا نہ کرنے کی وجہ سے اسے رفاعی کاموں میں خرچ کیا جاتا ہے تو بینک اس فنڈ کو سرمایہ دار کو ہدیہ نہ کریں بلکہ غریب لوگوں کی ضروریات کی تکمیل میں صرف کریں اگر ایسا نہیں کرتے تو پھر روایتی اور اسلامی بینکوں میں محض ناموں کا فرق ہے اغراض، مقاصد ایک ہیں اور لیز شدہ چیز کی خرید و فروخت کی شرط لگانے سے 'صفتین فی صفتہ' کی صورت پیدا ہو جائے گی اور لاشرطان فی البیع کا حکم ٹوٹا نظر آ رہا ہے<sup>30</sup> اور اسی طرح چیریٹی فنڈ کے نام سے مجبور انسان سے صدقہ جبری کرنا کس طرح درست ہے اسی وجہ سے فقہاء کرام نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ ضرورت مند انسان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ نفلی صدقہ کرے اگر اس نے ایسے کیا تو وہ گنہگار ہو گا فتاویٰ شامی میں ہے: اعلم ان الصدقة تستحب بفاضل عن کفایتہ و کفایہ من یمونہ، وان تصدق بما ينقص مؤنثه من یمونہ اثم، ومن اراد التصدق بماله كله وهو يعلم من نفسه حسن التوکل و الصبر عن المسئلة فله زالك والا فلا يجوز۔<sup>31</sup>

جان لو کہ اپنی اور اپنے اہل و عیال کی ضرورت سے زائد مال میں سے صدقہ کرنا مستحب ہے اور اگر صدقہ سے اہل و عیال کی ضرورت کی بقدر مال میں کمی ہو تو یہ صدقہ کرنا گناہ ہے اور اگر اس حال میں اپنا کل مال صدقہ کرتا ہے تو اسے اپنے نفس کے بارے میں حسن توکل اور عدم سوال کا یقین ہے تو ایسا کرنا درست ہے، ورنہ جائز نہیں۔

اور اپنی مالی تنگی پر صبر نہ کر سکتا ہو اسے اپنی کفایت تامہ میں سے صدقہ کرنا مکروہ ہے۔ غور فرمانے کی بات ہے کہ مقروض اور ضرورت مند مجبور مسلمان کے لیے اپنے افلاس کی وجہ سے صدقہ کرنے سے فقہاء منع کرتے ہیں، بلکہ اسے گناہ قرار دیتے ہیں

### مروجہ فنڈ فقہاء کے اجماع کی روشنی میں:

علماء امت کا اس بات پر اجماع ہے، مقروض شخص اگر استطاعت کے باوجود صاحب حق کا حق ادا نہ کرے تو اس کا مواخذہ کیا جاسکتا ہے، مگر اس بات پر بھی ان کا اجماع ہے کہ اس شخص کو دنیا میں برا بھلا کہنے کے علاوہ قید و بند کے علاوہ کوئی سزا نہیں دی جاسکتی، کیوں کہ ایسے شخص کے لیے شریعت نے سخت سے سخت الفاظ کہنے اور قید و بند کے علاوہ کوئی اور سزا مقرر نہیں کی، باوجودیکہ ایسے لوگ روز اول سے تاحال بدستور ہر دور میں پائے جا رہے ہیں۔ علامہ ابو بکر جصاص تعریز بالمال کی شاعت اور قباحت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں: وفي الآية دلالة على ان الغريم متى امتنع من اداء الدين مع الامكان كان ظلما الى ان قال۔ وازا كان كذلك استحق العقوبة، وهي الحبس. واتفق الجميع على انه لا يستحق العقوبة بالضرب فوجب

ان یكون حبسا، لاتفاق الجميع على ان ما عداه من العقوبات ساقط عنه في احكام الدنيا وقد روى عن النبي ﷺ ما دلت على الاية عن رسول الله ﷺ، قال: "لى الواجد يحل عرضه وعقوبته" قال ابن المبارك: يحل عرضه: يغلظ له، وعقوبته: يحبس عن النبي ﷺ انه قال: مطل الغنى ظلم، واذا احيل احدكم على ملء فليحتل فجعل مطل الغنى ظلما والظالم لا محاله يستحق العقوبة وهى الحبس لاتفاقهم على انه لم يرد غيرہ والمراد بالعقوبة مهنا الحبس لانه احدا لا يوجب غيره۔<sup>32</sup>

آیت میں اس بات پر دلالت ہے کہ مدیون جب ادائے دین سے رک جائے، ادا کرنے کی قدرت کے باوجود وہ ظالم ہوگا۔ اس وقت وہ سزا کا مستحق ہوگا۔ اس کی سزا قید کرنا ہے۔ تمام فقہائے کرام اس پر متفق ہیں کہ وہ ضرب والی سزا کا مستحق نہیں ہے، اس کو قید کرنا ہی واجب ہے۔ اس پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ اس کے علاوہ تمام انواع سزاساقط ہیں۔ دنیاوی احکام میں، ایک روایت میں آپ ﷺ سے مروی ہے، وہ روایت اس پر دال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مقروض کو پانے والے کے لیے اس کی عزت کو حلال کرتا ہے۔ ابن مبارک فرماتے ہیں کہ اس سے سخت الفاظ کہے جائیں، کہنا ہی اس کی سزا ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ سے مروی ہے کہ مالدار کا مال مٹول کرنا ظلم ہے اور جو ظالم ہے وہ لا محالہ سزا کا مستحق ہے اور سزا صرف قید ہی ہے۔

لہذا اس اجماع فقہاء کے خلاف جو بھی رائے قائم کی جائے خواہ وہ اجتہادی ہی کیوں نہ ہو وہ ہر حال میں مردود ہے اور اگر وہ رائے شاز اور اجماع امت کے خلاف ہو تو کسی طور بھی قابل قبول نہیں ہو سکتی، جیسا کہ حضرت بنوریؒ فرماتے ہیں: "جب کسی پیش آمدہ مسئلہ کا حل مذاہب اربعہ میں سے کسی میں موجود ہو، بشرطیکہ وہ رائے شاز اور اجماع امت کے خلاف نہ ہو تو ہمیں اسی کو اختیار کرنا چاہیے تاکہ اجتہاد جدید اور مذاہب مجتہدین سے خروج کی ضرورت نہ رہے۔"<sup>33</sup>

### اجارہ کے لیے سیکورٹی کی شرط

سیکورٹی ڈپازٹ کو اجارہ شرعیہ کے لیے ضروری اور لازمی قرار دینے میں ایک اور فقہی اشکال لازم آتا ہے کہ یہ عقد اجارہ میں یہ شرط غیر ملائم ہے اس لیے جائز نہیں ہے: نیز فتاویٰ ہندیہ میں شرائط فاسدہ کی وضاحت مثالوں کی روشنی میں کی گئی ہے۔ اس تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ سیکورٹی کی شرط عقد کے مقتضی کے خلاف ہے۔ چنانچہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے تفسد الاجارہ بالشروط المخالفة لمقتضى العقد، فكل ما افسد البيع مما مريفسدها وقال في الهنديه: والاجاره تفسدها الشروط التي لا يقتضيها العقد كما اذا شرط على الاجير الخاص ضمان ما تلف بفعله او بغير فعله او على الاجير المشترك ضمان ما تلف بغير فعله على قول ابي حنيفة، اما اذا اشترط شرطا يقتضيه العقد كما اذا شرط على الاجير المشترك ضمان ما تلف بفعله لا يفسد العقد كذا في الجومرة النيرة۔<sup>34</sup>

اجارہ فاسد ہو جاتا ہے ان شرائط کی وجہ سے جو عقد کے مقتضی کے خلاف ہوں وہ تمام شرائط جن سے بیج فاسد ہو جاتی ہے ان سے اجارہ بھی فاسد ہو جاتا ہے ہندیہ میں ہے کہ اجارہ ان شرائط کی وجہ سے فاسد ہو جاتا ہے عقد جن کا تقاضا نہیں کرتا جیسا کہ اجیر خاص پر یہ شرائط لگانا جو نقصان اجیر کے فعل سے ہو یا اُس کے فعل کے بغیر ہو اس کا ضمان ہوگا یا اجیر مشترک پر ضمان اُس کے فعل کے بغیر

نقصان ہو امام صاحب کے قول کے مطابق بر حال ہو وہ شرط عقد جس کا تقاضا کرے جس طرح اجیر مشترک پر شرط لگانا تاوان کی جو اس کے عمل سے نقصان ہو اس سے عقد فاسد نہیں ہوگا جو ہرہ النیرہ میں بھی اس طرح ہے۔

اور اگر یہ اصرار کیا جائے کہ اجارہ میں سیکورٹی ڈپازٹ کا مطالبہ اور وصولیابی سرے سے شرط کے درجہ میں ہے ہی نہیں یا شرط تو ہے مگر ملائم ہے، غیر ملائم نہیں چنانچہ شرط فاسد بھی نہیں، مگر یہ کہنا مشکل ہے کیوں کہ سیکورٹی ڈپازٹ کا مطالبہ، بہر حال شرط فاسد ہے جو منوجر کے فائدے کے لیے لگائی جارہی ہے جس سے بینک فائدہ اٹھاتا ہے خواہ بعینہ کاروبار میں لگا کر یا کرایہ کی عدم ادائیگی کی صورت میں کرایہ کی مد میں منہا کرتے ہوئے اس رقم سے مستفید ہو سکتا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ ایسی شرط ہے جو منوجر کی نفع رسانی کا فائدہ دیتی ہے شرط فاسد اور مقتضی عقد کے خلاف کا یہی مفہوم ہے ابن عابدین بیوع میں شرائط فاسدہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں! سولا بیع بشرط . لا یقتضیہ العقد ولا یلائمہ وفیہ نفع لاحدہما او فیہ نفع لمبیع ہو من اهل الاستحقاق (الدرالمختار) قوله لا یقتضیہ العقد ولا یلائمہ (قال فی البحر: معنی کون الشرط یقتضیہ العقد ان یجب بالعقد من غیر شرط، معنی کونہ ملائما ان یوکد موجب العقد ، وکذا فی الزخیہ، وفی السراج الوہاج: ان یکون راجعا الی صفة الثمن او المبیع کا شترائط الخبز و الطبخ والکتابۃ۔<sup>35</sup>

نہ ایسی شرط کے ساتھ بیع کہ عقد اس کا تقاضہ نہ کرے اور نہ اس کے ملائم ہو، اس میں کسی ایک کا نفع ہو۔ در مختار میں بھی یہی الفاظ ہیں اور بحر الرائق میں بھی ہے کہ وہ شرط جس کا عقد تقاضہ کرے یا اس کے ملائم ہو اور سراج الوہاج میں ہے کہ اس سے مراد وصف ثمن، و بیع ہے، جیسے روٹی پکانے اور لکھنے کی شرط۔

### حیلہ کا اختیار کرنا

حیلوں اور رخصتوں کو مستقل نظام بنانا ناجائز ہے: حیلہ کا اختیار کرنا وقتی اور عارضی ضرورت و ضابطہ کے تحت درست، اور اسے کسی عمل کے لیے مستقل بنیاد بنانا غلط ہے میت کا حیلہ اسقاط اس کی مثال ہے جو مخصوص حالات اور مخصوص صورتوں کے لیے فقہائے کرام نے تجویز فرمایا تھا اس حیلے کا مقصد خدا اور خلق خدا کو دھوکہ اور فریب دینا نہیں تھا مگر لوگوں نے اسے ایک کھیل اور رسم بد بنالیا اور جس طرح اس کا رواج ہو چلا ہے وہ بلاشبہ ناجائز ہے اور بہت سارے مفاسد پر مشتمل ہے جن کی اختصار کئے ساتھ تفصیل درج ذیل ہے<sup>36</sup>۔ 1۔ باطل، فاسد اور مکروہ معاملات کو رسم بنالینا اور بطور عادت زریعہ کسب بنالینا مقاصد شریعت کے منافی ہے۔

2. جو معاملات کسی بھی درجے میں ناجائز ہوں ایسے معاملات میں قلیل کی اجازت دے دینا کثیر کے تعامل کے لیے پیش خیمہ ثابت ہوا کرتا ہے، مشاہدہ اس پر شاہد ہے اصل کے بجائے غیر اصل امور کے رواج کی گنجائش دینے سے اصل احکام کا قطل لازم آتا ہے، غیر اصل احکام کی ترویج لازم آتی ہے، اس طرح کی گنجائش شریعت سے دوری اور خلاف شرع امور سے قریب کرنے کا زریعہ بنتی ہے اس لیے مکروہ بیوع کو جائز قرار دینے کے بجائے ناجائز قرار دینا زیادہ اہم ہے، تاکہ ان مکروہ، ممنوع معاملات کی کساد بازاری کا فائدہ حاصل ہو<sup>37</sup>

## ایک خدشہ: افتاء مذہب الغیر"

مذہب غیر پر فتویٰ دینے والے مفتی پر لازم ہے کہ وہ دیگر اصحاب فتویٰ کی بھی آراء بھی حاصل کرے، اس نوعیت کا فتویٰ انفرادی حیثیت کی بجائے اجتماعی حیثیت ہی میں دینا چاہیے، اور مسئلہ واحدہ میں التقاط کی نوبت نہیں آنی چاہیے، ورنہ تلفیق باطل شمار ہو گی۔ التقاطی تلفیق بجائے خود ناجائز ہونے کے ساتھ باطل ہے۔ اگر یہی حرام کو مباح تک پہنچانے کا ذریعہ بنے تو حرام کہلائے گی، اور اسی طرح کسی مسئلے میں محض توسع کو بنیاد بنا کر مذاہب مختلفہ سے سہولتیں تلاش کرنا جائز نہیں ہے، مذاہب مختلفہ کو ملانے (تلفیق) اور اضطراری حالت کے بغیر، مذاہب فقہاء سے چھانٹ چھانٹ کر رخصتوں کو تلاش کرنے سے پرہیز کیا جائے، کیوں کہ یہ دین ہی سے نکل جانے کے مترادف ہے<sup>38</sup>

## مزید ایک اور خدشہ:

اگر کسی مسئلے کا حل کسی کے قول میں مل جائے، اور وہ قول شاذ اور اجماع کے خلاف نہ ہو اضطرار شدید کے بغیر فقہ حنفی سے باہر نہ جائے، تاکہ عوام تشویش کا شکار نہ ہو<sup>39</sup>۔ میزان بینک کے کار اجارہ کی اجازت ان شرائط کی روشنی میں ہے:

1. مالیاتی ادارہ جو گاڑی کرائے پر دے رہا ہے، کرائے کی مدت کے دوران گاڑی کے مالک کی حیثیت سے وہ ملکیت کی پوری ذمہ داری اٹھائے، یعنی وہ گاڑی اگر گاہک کی کسی غفلت یا تعدی کے بغیر تباہ ہو جائے تو نقصان بینک کا ہو۔
2. گاڑی کے بنیادی طور پر قابل انتفاع ہونے کے لیے جتنی مرمت کی ضرورت ہے، اس کے اخراجات بینک کے ذمے ہوں۔
3. اجارے کے عقد میں یہ شرط نہ ہو کہ مدت اجارہ کے بعد یہ گاڑی مستاجر کو بیچ دی جائے گی، یا ہبہ کر دی جائے گی۔
4. اجارہ شروع کرتے وقت اجرت معلوم ہو، اور آئندہ اس میں کمی بیشی کا ایسا معیار مقرر ہو جو مفصلی الی النزاع نہ ہو۔ اگر ان شرائط کے ساتھ اجارہ ہو تو شاید اس کے جواز میں اہل علم کی دورائیں نہ ہوں، لیکن اس کے باوجود اسلامی بینکاری پر جو اعتراضات کیے گئے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے۔

1. یہ ایک حیلہ ہے، اس لیے اسے مستقل معمول بنانا جائز نہیں ہے۔
2. یہ طریقہ کار سرمایہ داروں کو کاروں اور کوٹھیوں کا مالک بنانے کے لیے وضع کیا گیا ہے، اور اس سے سرمایہ داروں کو فائدہ پہنچانا مقصود ہے
3. اس میں چوں کہ اجارے کے بعد گاڑی مستاجر کو بیچی جاتی ہے، یا ہبہ کی جاتی ہے، اس لیے یہ صفحہ فی صفحہ "ہے اس لیے ناجائز ہے
4. اس اجارے میں چھوٹی موٹی مرمت چوں کہ مستاجر کے ذمے ڈالی جاتی ہے، اس لیے اس شرط فاسد کی وجہ سے یہ معاملہ ناجائز ہے
5. اس اجارے میں آئندہ اجرت میں جو کمی بیشی کی جاتی ہے، وہ مجہول ہے، اس لیے جہالت اجرت کی وجہ سے یہ عقد جائز نہیں ہے
6. اجارے کے وقت مستاجر پر شرط لگائی جاتی ہے کہ وہ کچھ رقم سیکیورٹی ڈپازٹ کے طور پر جمع کروائے، یہ شرط فاسد ہے جس کی وجہ سے یہ اجارہ جائز نہیں ہے۔

## لیز کے حوالے سے کنویشنل بینکوں کی خرابیاں

اس وقت کنویشنل بینکوں میں فنانشل لیز کا جو طریقہ کار رائج ہے اس میں درج ذیل خرابیاں پائی جاتی ہیں۔ 1 ایک ہی عقد کے اندر بیع اور اجارہ کے دو معاملے ہوتے ہیں یعنی جو اقساط کلائنٹ اجارہ کی مدت کے دوران ادا کرتا ہے انہیں ابتدا میں تولیز کی اقساط شمار کیا جاتا ہے لیکن جو نہی لیزنگ کی مدت پوری ہوتی ہے تو یہ اقساط قیمت سمجھی جاتی ہیں اور مطلوبہ چیز خود بخود کلائنٹ کی ملکیت میں آ جاتی ہے۔ اگر فقہی نقطہ نگار سے اس عقد کی حقیقت دیکھی جائے تو یوں بنتی ہے کہ جیسے ایک شخص دوسرے سے یوں کہے کہ: میں تم سے یہ گاڑی اس شرط پر کرائے پر لیتا ہوں کہ کرائے داری کی مدت ختم ہونے پر اسی رقم کے بدلے میں اس کا مالک ہو جاؤں گا" اسے فقہی اصطلاح میں "صفقتان فی صفقہ" کہتے ہیں جو کہ شرعاً جائز نہیں۔ حدیث میں صراحتاً اس کی ممانعت آئی ہے۔

1- اجارہ پردی کی چیز سے متعلق تمام ذمہ داریاں مستاجر کے زمے ہوتی ہیں حالانکہ شرعاً صرف استعمال سے متعلق ذمہ داریاں مستاجر پر ڈالی جاسکتی ہیں جیسے گاڑی کی سروس کروانا، آئل تبدیل کرانا وغیرہ جبکہ وہ ذمہ داریاں جن کا تعلق اس چیز کے مالک ہونے سے ہے وہ موجد کے زمے ہوتی ہیں جیسے ٹیکس ادا کرنا، کسی ناگہانی آفت کی وجہ سے وہ تباہ ہو جائے تو اس کی مرمت کرانا وغیرہ 3 لیزنگ پردی کی چیز کلائنٹ کے حوالے کرنے سے پہلے ہی اس کا کرایہ لگنا شروع ہو جاتا ہے حالانکہ شرعاً مستاجر سے اس وقت تک کرایہ لینا جائز نہیں جب تک مطلوبہ چیز اس کے حوالے نہ کر دی جائے۔ اسلامی بینکوں کے اجارہ میں ان خرابیوں کو کیسے دور کیا گیا؟ اسلامی بینکوں کے لیے جو اجارہ ڈیزائن کیا گیا ہے اس میں ان مذکورہ خرابیوں کو اس طرح دور کیا گیا ہے۔

2- شروع میں صرف اور صرف اجارے کا معاملہ ہوتا ہے چنانچہ مدت اجارہ کے اختتام تک اجارہ پردی کی گاڑی اسلامی بینک ہی کی ملکیت میں رہتی ہے جب اجارہ کی مدت ختم ہو جائے تو کلائنٹ کو اختیار دیا جاتا ہے تو وہ گاڑی بینک کو واپس کرنا چاہے تو واپس کر دے اور اگر خریدنا چاہے تو متعین قیمت پر خرید لے کلائنٹ وہ گاڑی بینک سے خریدنا چاہے تو ایک مستقل الگ عقد کے ذریعے بینک وہ گاڑی کلائنٹ کو فروخت کرتا ہے۔

3- اسلامی بینکوں کے اجارہ کے معاملات میں یہ بات صراحتاً مقرر ہوتی ہے کہ مستاجر صرف وہ ذمہ داریاں برداشت کرے گا جو گاڑی کے استعمال سے متعلق ہیں اسے "صیانہ عادیہ" کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے جب کہ گاڑی کے مالک ہونے کی حیثیت سے تمام ذمہ داریاں بینک برداشت کرتا ہے چنانچہ اس کے ٹیکس، انشورنس، تکافل اور حادثہ کی صورت میں اگر گاڑی کو کوئی نقصان پہنچے تو اس کا ازالہ بینک کے زمے میں ہوتا ہے اجارہ کے متعلق شریعت کا حکم بھی یہی ہے۔

4- اسلامی بینک جب تک کرایہ داری کا معاملہ کر کے چیز کلائنٹ کے حوالے نہیں کر دیتا، اس وقت تک کرایہ وصول نہیں کرتا، نیز جب کوئی کلائنٹ اسلامی بینک کے پاس کوئی مشینری یا کار وغیرہ اجارہ پر حاصل کرنے کے لیے آتا ہے تو عام طور پر پہلے ہی دن اجارہ کا عقد نہیں ہوتا بلکہ بینک کار کی بنگ کرتا ہے پھر چند ماہ بعد جب گاڑی تیار ہو کر آتی ہے تو بینک اسے کلائنٹ کے حوالے کرتا ہے اور اسی وقت اجارہ

کا معاملہ ہوتا ہے۔ اجارہ پردی گی چیز کے کرائے کی وصولی کی ابتدا اسی وقت سے ہوتی ہے جس وقت وہ چیز عملاً کلائنٹ کے قبضے میں آ جاتی ہے، لیکن چون کہ مطلوبہ چیز کلائنٹ کے سپرد کرنے میں کچھ دیر لگتی ہے تو بعض کلائنٹس کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ان سے شروع ہی سے ماہانہ اجرت کے حساب سے کچھ رقم لینا شروع کر دی جائے تاکہ انہیں مطلوبہ رقم کی ادائیگی میں سہولت رہے۔

اسلامی بینکوں کو یہ ہدایت دی گئی ہے کہ وہ کوشش تو یہ کریں کہ جب تک مطلوبہ چیز کلائنٹ کو مل نہ جائے، اس وقت تک اس سے کچھ نہ لیں لیکن اگر کلائنٹ کی خواہش ہو تو اسلامی بینک شروع ہی سے علی الحساب کچھ رقم کلائنٹ سے لے سکتا ہے، لیکن یہ رقم کرایہ نہ ہوگی لہذا یہ رقم بینک کی آمدنی کا حصہ بھی نہیں بنے گی بلکہ کلائنٹ کی ایک طرح کی بینک کے پاس امانت ہوگی جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر اسلامی بینک اور کلائنٹ کے درمیان عملاً اجارہ نہیں ہوتا تو یہ رقم کلائنٹ کو واپس کر دی جائے گی جب کہ کنوینشل بینکوں میں یہ رقم شروع ہی سے بینک کی آمدنی شمار ہوتی ہے اس تفصیل سے اس شبہ کا ازالہ ہو جاتا ہے کہ جو بعض مرتبہ سرسری نظر سے اسلامی بینک کے معاملے کو دیکھنے والے کرتے ہیں کہ کنوینشل بینک میں بھی پہلے ہی روز سے کرایہ لگنا شروع ہو جاتا ہے اور بعض مرتبہ اسلامی بینک بھی ایسا کرتے ہیں تو دونوں میں کیا فرق ہوا؟ مذکورہ تفصیل سے دونوں کا فرق بالکل واضح سامنے آ گیا۔<sup>40</sup>

**دلائل کا تجزیہ** مویدین اور ناقدین دونوں حضرات کے دلائل سے مشترکہ طور پر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جس وقت اجارہ کا عقد کیا جاتا ہے اگر اسی وقت اس اثاثے کی قیمت طے کر دی جائے تو یہ درست نہ ہوگا پہلی وجہ یہ ہے کہ ابھی یہ معلوم ہی نہیں کہ بعد میں اس کی کیا قیمت ہوگی جس پر اسے فروخت کیا جائے گا اور دوسری ممانعت کی وجہ یہ ہوگی کہ اس طرح پہلے سے قیمت مقرر کرنے سے بیع کو اجارہ کے درمیان لائے جانے کے مترادف ہے چنانچہ اس معاملے کو لازم کرنے کی صورت میں تین خرابیاں لازم آئیں گیں۔

- 1- ایک ضرر پہنچنے کا ڈر 2- دوسرا باہم جھگڑے کا اندیشہ 3- تیسرا اس حدیث کی مخالفت لازم آئیگی جس میں ایک وقت میں دو معاملات سے منع کیا گیا ہے تو گویا اس مختصر سی وضاحت سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں 1 بیع کا عقد اجارے کے ساتھ مشروط نہ ہو 2 سرمائے کی قیمت اجارہ کرتے وقت مقرر نہیں ہونی چاہیے ہاں جب مدت اجارہ اختتام پذیر ہو اور چیز کو بیچا جا رہا ہو تو اس وقت بازاری قیمت طے کرنی چاہیے

**حاصل کلام:** آرٹیکل میزان بنک میں اجارہ شرعی حیثیت میں اجارہ کے طریقہ کار کا جائزہ پیش کیا گیا ہے، جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے: 1- اجارہ کا یہ طریقہ کوئی مثالی نہیں ہاں جائز ہے۔ 2- اجارہ کے جو مسائل کتابوں میں مذكور ہیں ان پر عمل کیسے ہو سکتا ہے 3- عصر حاضر میں تجارتی ڈھانچے میں اجارہ کے عمل دخل سے جو پیچیدگیاں پیدا ہوئی ہیں ان کو کیسے دور کیا جاسکتا ہے 4- اجارہ کے اس طریقے کا شرعی حکم واضح کرنے کے ساتھ یہ ضروری ہے کہ عرف عام کو مد نظر رکھا جائے۔ 5- تنقید سے پہلے لازمی ہے کہ مکمل معلومات حاصل کی جائیں تاکہ تنقیدی رائے با مقصد ہو سکے 6- کسی معاملے کے ناجائز ہونے کے لیے صرف یہ کافی نہیں کہ اس

کو اہل مغرب کر رہے ہیں بالخصوص اگر وہ معاملہ بھی دنیا کے امور سے متعلق ہو جیسا کہ آپ ﷺ نے تعبیر (درختوں میں بھی انسانوں کی طرح نر اور مادہ ہوتے ہیں کھجور کے درخت کی مادہ آٹھ دس سال کی عمر میں جوانی میں قدم رکھتی ہے اس کو پھل دینے کے لیے نر کے ساتھ جنسی ملاپ کی ضرورت پیش آتی ہے اس نر اور مادہ کے جنسی ملاپ کو تعبیر کہا جاتا ہے) سے منع فرمایا تو اس سال کھجوریں کم ہوئیں تو آپ ﷺ نے فرمایا تم تعبیر کیا کرو تم دنیا کے امور مجھ سے زیادہ جانتے ہو اس سے معلوم ہوا کہ یک طرفہ معلومات سے زمانے کے حالات کو نظر انداز کرتے ہوئے اجارہ یا اس جیسے دیگر معاملات پر تنقیدی رائے قائم نہیں کی جاسکتی۔

نتائج و سفارشات اسلامی بینکاری کے ساتھ ساتھ سودی بینکاری کو متوازی نظام کے طور پر قائم نہیں رکھنا چاہیے بلکہ ہر ممکن کوشش کی جائے کہ سودی نظام کو جلد از جلد ختم کر کے اسلامی نظام معیشت جو کہ آج کل اسلامی بینکاری کے عنوان سے متعارف ہے، جس کی باقاعدہ شریعہ بورڈنگرافی کر رہا ہے۔ اس کی جانب پیش قدمی کی جائے۔ اس کی بہتری کے لیے مزید سفارشات کی ضرورت ہے۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1. اجارہ کی مشروعیت قرآن، حدیث، اور اجماع امت سے ہے۔ عصر حاضر میں اجارہ کو جدید پیمانوں پر استعمال کیا جا رہا ہے یہ جائز ہے بشرطیکہ شرعی حدود کے اندر رہ کر ہو۔ اس طریقہ اجارہ میں روایتی طریقے سے بھی فائدہ اٹھایا جا رہا ہے مثلاً: کسٹمر کی مالی حیثیت معلوم کرنے کے لیے مختلف طریقے اختیار کرنا درست ہے کلائنٹ کو اتنا شہ دینے سے قبل اس کی چھان بین کرنا، یہ ایک ایسا امر ہے جس کی شریعت میں ممانعت نہیں ہے۔
2. کلائنٹ اگر قسط بروقت ادا نہ کرے تو اسے جو جرمانہ ہوتا ہے بینک کہاں اسے خرچ کرتا ہے اس کی معلومات زیادہ سے زیادہ فراہم کرے تاکہ عوامی خدشات دور ہوں۔ نیز اجارہ میں عرف عام کو مد نظر رکھا جائے۔
3. کلائنٹ کو جرمانے کی جگہ کوئی ایسا میکانزم تیار کیا جائے تاکہ کلائنٹ جرمانے سے بچ جائے۔
4. دور حاضر میں اجارہ زیادہ تر کار میں کیا جا رہا ہے۔ اچھے نتائج برآمد ہونے کے لیے اس دائرہ کار بڑھایا جائے۔
5. اجارہ کے مروجہ طریقے کی اصلاحات ضروریہ کی جائیں لیکن انکار میں مبالغہ آرائی سے گریز کیا جائے۔
6. کسی بھی شخصیت یا ادارے کے پورے حالات سامنے نہ ہوں تو ادھوری معلومات کے ساتھ رد بے اثر ہوتا ہے۔
7. اجارہ مضاربیت و مشارکت کی طرح مستقل سرمایہ کاری کا ذریعہ نہیں بلکہ ضمنی ذریعہ ہے اس کی بنیاد پر کسی اور معاملے کی بنیاد نہیں رکھی جاسکتی۔

تجاویز و آراء اسلامی معیشت کے اصولوں کو رائج کرنے کے لیے اقدامات کی ضرورت ہے اور اسلامی بینکاری میں بھی مزید تبدیلی لانا ضروری ہے۔ تاکہ یہ بھی شریعت کی روح کے مطابق ہو۔ اس کے لیے تجاویز درج ذیل ہیں۔ اسلامی بینکوں میں مدت اجارہ کے اختتام

- ۱۔ پر ہدیہ والی تجویز ختم کر کے بیع ہی پر اصرار کرنا چاہیے کیوں کہ گفٹ والا معاملہ کرنا شرعی اعتبار سے درست نہیں ہے
- ۲۔ ڈرتے ہوئے کراہت کے تصور کے ساتھ باہر مجبوری اس کو اختیار کیا جائے۔ اس طرح کا اجارہ صرف مباح ہے پسندیدہ نہیں ہے۔
- ۳۔ انکار میں بہت شدت اختیار کرنے سے گریز کیا جائے۔ اس اجارے کی باقاعدہ ترغیب بھی نہ دی جائے مجبوری سمجھ کر اسے اختیار کیا جائے۔
- ۴۔ شریعہ بورڈ ہر سال بینک کی کارکردگی کا جائزہ لے ایک بار فتویٰ دے دینا کافی نہیں ہے
- ۵۔ شریعہ بورڈ کے حضرات اس بینک کے ملازم نہ ہوں
- ۶۔ سودی نظام سے بچنے کے لیے اسے اختیار کیا جائے اور حرف آخر نہ سمجھا جائے متبادل اور بہتر کی تلاش میں رہنا چاہیے۔
- ۷۔ ہر شہر کی جملہ برانچز کے نگرانی کے لیے کمیٹیاں تشکیل دی جائیں
- ۸۔ جو جرمانے کی مد میں پیسے وصول کیے جاتے ہیں ان کے مصارف کی تفصیل سالانہ رپورٹ میں فراہم کی جائے تاکہ عوامی خدشات دور ہو جائیں۔

## REFERENCES:

- ۱۔ افریقی، الامام ابن منظور المتوفی 711ھ، لسان العرب، دار احیاء التراث العربی بیروت، 1408/1988ھ ج: 1، ص 77۔
- ۲۔ ابن نجیم الحنفی، زین الدین، البحر الرائق، کتاب الاجارہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی پاکستان، س۔ ن، ج: 7، ص 297۔
- ۳۔ السرخسی، شمس الدین کتاب المبسوط کتاب الاجارات، دار المعرفۃ بیروت، لبنان 1404ھ / 1993، ج: 15، ص 73۔
- ۴۔ الحنفی، محمد بن علی بن محمد متوفی 1088ھ الدر المختار کتاب الاجارہ، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی 1386ھ، ج: 6، ص 40۔
- ۵۔ الدسوقی، علامہ شمس الدین الشیخ محمد عرفہ الدسوقی، حاشیہ الدسوقی، علی شرح الکبیر، دار الفکر، بیروت، س۔ ن، ج: 4، ص 2۔
- ۶۔ القصص: 26، 27۔
- ۷۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، جامع الصحیح البخاری، باب اذا استاجر اجر العمل له الخ، دار ابن کثیر بیروت، 1410ھ، کتاب الاجارہ حدیث 2145۔
- ۸۔ اکاسانی، الامام علاء الدین ابو بکر ابن مسعود اکاسانی الحنفی 587ھ، بدائع الصنائع، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی 1910م، ج: 4، ص 174۔
- ۹۔ البہوتی، منصور بن پونس بن ادریس البہوتی الحنفی المتوفی 1051ھ شرح منہج الارادات، دار الفکر بیروت لبنان 1441ھ، ج: 2، ص 35۔
- ۱۰۔ ابن رشد، محمد بن احمد بن محمد ابن احمد المتوفی 595ھ، بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقصد، کتاب الاجارات المکتبۃ الجدیدۃ لمیدان الازھر، مصر ج: 1، ص 181۔
- ۱۱۔ الماوردی، ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب الماوردی، البصری الشافعی الحاوی الکبیر، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان 1414ھ / 1994ء ج: 7، ص 388۔
- ۱۲۔ الشافعی، محمد بن ادریس المتوفی 204ھ کتاب الام الاجارات کتاب الشفعۃ، دار قیۃ بیروت 1416ھ / 1996م، ج: 4، ص 58 مسئلہ 48، 11۔
- ۱۳۔ کشاف القناع، باب الاجارہ ج: 3، ص 537۔

- 14۔ المقدسی، عبدالرحمن بن ابی عمر، محمد ابن احمد بن قدامہ، المعنی، والشرح الکبیر، دارالکتب العربی، بیروت لبنان، 1392ھ، 1972م، ج 6، ص 23۔
- 15۔ اسلامی بینکاری کا ایک تعارف، ص 29۔
- 16۔ اسلامی بینکاری کی ضرورت و اہمیت، ص 85۔
- 17۔ http://www.Meezan bank.com , cited in 5-6-2019 Auto ijarah
- 18۔ حافظ راو افسر علی خان، مشمولہ: اسلامی بینکوں میں رائج اجارہ، ہزارہ اسلامی بینکس شمارہ جولائی تا دسمبر 2015ء ص 8۔
- 19۔ Hashim Muhammad Kamali, Ashria'h, Analyses's of issues in Islamic leasing JKAU: Islamic -economic, Vo/20, No I.P.8
- 20۔ عبد اللہ، خالد امین، حسین سعید، العمليات المصرفیہ الاسلامیہ الطرق المحاسبیہ الحدیثیہ دار وائل لنشر عمان، اردن، س، ن، ص: 211۔
- 21۔ <http://www.meezanbank.com/docs/oarij> appfrm pdf
- 22۔ Application from : salaried individual, buisnes and self employment professionals.cited 15<sup>th</sup> September 2018, 8,02:00 pm
- 23۔ 23 Dhul-Qaadh, 1436 A.H, 7 september 2015 - Dr.Hamed Hassan Merah AAOIFI,ijarah standard- A.D. ,3/4
- 24۔ <sup>th</sup> September, 2018, 8:30pm.15 <http://www.sbp.org.pk/press/essentials/lease%20> agreement.htm
- 25۔ -Usmani,Imran ashraf meezan bank Guide to Islamic banking,meezan bank p,144
- 26۔ -AAOIFI,ijarah standard5/2/3 leasing p,5-
- 27۔ AAOIFI,ijarah standard 2/3p141
- 28۔ Hashim, kamali Ashariah annul System in islamic system p68 .
- 29۔ .Samdani , Leasing , Process in Islamic Banking system Darul Ishaat Karachi, P38.
- 30۔ .AAOIFI,ijarah standards8/1a,b,c-
- 31۔ مروجہ اسلامی بینکاری، ص 51، 50، 49، 248۔
- 32۔ مروجہ اسلامی بینکاری، ص 67، 266۔
- 33۔ مروجہ اسلامی بینکاری ص 271۔
- 34۔ مروجہ اسلامی بینکاری، ص 273۔
- 35۔ مروجہ اسلامی بینک کاری ص 83، 282۔
- 36۔ ایضاً، ص 83، 282۔
- 37۔ مروجہ اسلامی بینکاری، ص 286، 287۔
- 38۔ مروجہ اسلامی بینکاری ص 168۔
- 39۔ مروجہ اسلامی بینکاری، ص 172۔
- 40۔ مروجہ اسلامی بینکاری، ص 85، 184۔
- 41۔ مروجہ اسلامی بینکاری ص 78۔
- 42۔ صدیقی، اعجاز احمد، اسلامی اور سودی بینکاری میں فرق، مکتبہ کامل پورے، گلشن اقبال کراچی س۔ ن، ص 17 تا 21۔